حیاتِ اعلیٰ حضرت

دوم

مُصنّف

ملک العُلماء محمد ظفر الدّین بہاری قدس سرہ

ترتیب جدید

مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی

مرکز اہلسنّت برکاتِ رضا

امام احمد رضا روڈ

پور بندر۔ گجرات

بڑی حیرت ہوئی کہ میں نے خود لکھی، کئی مرتبہ تصحیح کی، مگر کچھ نہ سوجھا، اور یہ سب کچھ بتا رہے ہیں۔ وہ فتوی ملاحظہ کر کے بہت خوش ہوئے، اور پھر دونوں صاحبوں میں اتفاق ہوگیا، اور نا اتفاقی مٹ گئی۔

◆ مولوی محمد حسین میرٹھی ہی کا بیان ہے کہ غالباً ۱۹۰۵ء یا ۱۹۰۶ء میں امیر حبیب اللہ خاں صاحب والی افغانستان بغرض سیر وسیاحت ہندوستان تشریف لائے۔ آگرہ میں فوجی کام دکھانے کو دعوت دی گئی۔ اس میں میرٹھ سے آگرہ تک فوج کو ہر پڑاؤ پر رسد دینے کا ٹھیکہ میاں فرید الدین صاحب رئیس میرٹھ نے لیا، مگر کام میں دقت ہوئی۔ بعدہ آگرہ میں واپسی میں یہ حکم ہوا کہ یہی فوج دو راستوں سے واپس جائے گی۔ لہٰذا اب بجائے آٹھ پڑاؤ کے سولہ پڑاؤ ہوگئے اور کام دونا ہوگیا۔ اب اور بھی دقت پڑ گئی، آدمی بڑھائے مگر کام نہ ہوسکا۔ آگرہ سے علی گڑھ تک چار پڑاؤ کے لیے بہت سے آدمی بھیجے گئے مگر بے امنی اور بے انتظامی ہی کی خبریں آتی رہیں، جس سے بڑی پریشانی تھی، اور میاں فرید الدین صاحب کو فکر کی وجہ سے گٹھیا ہوگیا۔ اور علی گڑھ سے میرٹھ تک چار پڑاؤ کا کام بالکل پڑا تھا، خان بہادر شیخ بشیر الدین صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ اس نصف راستہ کا انتظام کے لیے روپیہ بھی لے لیا، اب میرٹھ سے چل کر پہلا پڑاؤ ہاپوڑ پر چل کر انتظام کرنا چاہا۔ تب پتہ چلا کہ یہ تو بہت دشواری کا کام ہے، اور بغیر بہت سے آدمیوں کے ہو بھی نہیں سکتا ہے، یعنی فوج جس وقت آئے اس وقت ان کی تمام ضروریات کی چیزیں اس کو پہونچ جائیں، اور سب اچھی ہوں اور جس قدر حکم ہو اتنی پوری مہیا کی جائیں، اور فوج مختار ہے

جتنی چاہے لے۔ اور دوسرے دن فوج چل دے گی، جس قدر سامان بچا وہ کچھ بھی کرو، اور سرما کا موسم لکڑی گیلی مگر ان کو سوکھی دو۔ گھانس پھونس جتنی چاہے اتنی دو۔ یہ چیزیں بڑی چیزوں سے زیادہ پریشان کرتی ہیں۔ پھر گھانس لانے والے چماران کی بات قابل اعتبار نہیں، وقت پر اگر چیز کم ہوگئی تو بے حد خرابی۔ ان حالات کو دیکھ کر میں بہت گھبرایا اور کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ فوراً بریلی چل دیا، وہاں پہونچ کر اپنی گھبراہٹ اور پریشانی اعلیٰ حضرت سے عرض کر دیا۔ اگر چہ میرا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی پریشانی اور دقت پیش آتی تو میں ان منشی صاحب کو جن کو میں نقل فتاوی کے لیے اپنے قائم مقام کر دیا تھا ان کو خط لکھتا کہ ظہر کی نماز کے لیے جب اعلیٰ حضرت تشریف لائیں تو میرا سلام عرض کر دیجیے۔ وہ عرض کرتے ،اعلیٰ حضرت جواباً وعلیکم السلام فرماتے، یہاں کام ہو جایا کرتا تھا اور کبھی کام عرض کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ مگر اس وقت اپنی سخت پریشانی میں سب حال عرض کر دیا۔ فرمایا کہ وہ فوج کیا امیر صاحب کی ہے؟ میں نے عرض کی انگریزوں کی تو فرمایا: اگر امیر صاحب کی ہوتی تو میں دعا کرتا۔ اب میں کیا عرض کروں؟ خاموش ہو رہا، اور اسی پریشانی میں دوسرے وقت ہاپڑ واپس آیا۔ ظہر کا وقت آبادی سے باہر راستہ پر ایک باغ تھا، اس میں مسجد نظر آئی وہاں جانے لگا پیچھے سے آواز آئی، مولوی صاحب! میں نے مڑ کر دیکھا تو راستہ پر ایک سوار تھے انھوں نے کہا: میں آپ ہی کو پکارتا ہوں میں جا کر ان سے ملا کہنے لگے میں نائب تحصیل دار ہوں، اور تحصیل کی جانب سے تمام قسم کا پورا سامان تیار رکھنے کا حکم ہے، اسی لیے بھیجا گیا ہوں، مگر ہم کوئی شئ فوج کو دے نہیں سکتے،

قاعدہ یہ ہے کہ اگر ٹھیکے دار کے پاس کوئی چیز کم ہو جائے تو تحصیل پوری کردے۔ غرض ہم کوئی چیز نہیں دے سکتے تاوقتیکہ ٹھیکے دار ہم کو اجازت نہ دے۔ میرا خیال ہے کہ یہاں کے انتظام کے لیے آپ آئے ہیں، اسی وجہ سے میں نے آپ کو پکارا، اور میں یہ جانتا ہوں کہ آپ بہر حال کہیں سے سامان فراہم کریں گے، بجائے اس کے مجھ سے لیں تو ہماری محنت وصول ہو جائے، اور ہم نقصان سے بچ جائیں۔ میں نے کہا: نرخ؟ اس نے کہا: ہر شئی بازار نرخ سے زائد۔ میں نے کہا کہ چیز کیسی ہوگی؟ کہا: ہر شئی بالکل اچھی، ہر غلہ بالکل صاف، لکڑی خشک وغیرہ وغیرہ۔ میں نے کہا کہ وہ سامان کب ملے گا؟ کہا: سب تیار ہے، آپ چل کر دیکھ لیجیے۔ میں ان کے ہمراہ گیا، سب سامان دیکھا، انھوں نے کہا کہ سب چیز اچھی ملے گی، اور آپ کے اطمینان کے لیے یہ بات کہہ دیتا ہوں کہ فوج آنے پر ہم سب سامان آپ کی طرف سے ان کو اپنے آدمیوں سے بھیج دیں، اور پسند کرا کر ان سے رسید منگوا دیں، ان رسیدوں کے مطابق آپ ہمیں قیمت دیدیں۔ اب مزدور اور کام کرنے والے بھی بچے جو ایسے موقعہ پر پچاس ساٹھ سے زیادہ رکھنے پڑتے ہیں۔ میں نے ہر چیز کا نرخ لکھ کر ان سے دستخط کرائے اور چند اشرفیاں بطور بیعانہ دے دیں، اور ان کی رسید لے لی، اور رخصت ہوا۔ اب انھوں نے کہا کہ اتنی بات اور مان لیجیے کہ اگلے پڑاؤ پر دوسرے نائب تحصیل دار صاحب ہیں، مہربانی فرما کر اول آپ ان سے مل لیں اگر وہ آپ کے حسب منشا معاملہ کرلیں تو پھر آپ خود کوئی انتظام نہ فرمائیں۔ ظہر کی نماز پڑھ کر میں روانہ ہوا،

دوسرے پڑاؤ پر عصر کی نماز پڑھی، اور اسی طرح معاملہ کیا۔ پھر تیسری پر مغرب پڑھی اور اسی طرح وہاں کا بھی معاملہ طے کیا۔ اور صبح کو چھوتھی جگہ کا معاملہ طے کر کے میرٹھ آ گیا۔ خان بہادر صاحب نے مجھے دیکھ کر گھبرا کر فرمایا: ابھی تک گئے نہیں؟ میں نے عرض کی کہ ہو آیا، اور سارا انتظام کر آیا۔ انھیں یقین نہ آیا، اور فرمایا کہ اگلے نصف راستہ کے چار پڑاؤں کے لیے بہت سے آدمی گئے ہیں۔ پرسوں ۲۴ رکھسیر معہ گھوڑوں کے سواری گاڑی سے ایک جگہ کے لیے روانہ کیے ہیں مگر ابھی تک کہیں سے انتظام ہونے کی خبر نہ آئی، بہت بڑی پریشانی ہے۔ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ میں ہو آیا ہوں، اور انتظام کر آیا؟ میں نے عرض کی کہ ان قصوں کو رہنے دیجیے، آپ اپنا کوئی آدمی بھیجیں میں ان کو سب سامان سپرد کر دوں۔ وہ ہر شئ اچھی دیکھ کر مجھ سے لے لیں۔ یہ سن کر خان بہادر صاحب بہت حیران ہوئے، اور فرمایا کہ اچھا! اگر کوئی ایسی ترکیب آتی ہے تو اگلے چار پڑاؤں میں بھی کچھ امداد فرما دیجیے۔ چنانچہ دوسرے دن جا کر میں نے انھیں بھی جو ضرورت تھی پوری کر دی۔ اعلی حضرت کی تصرفات کا اس سے اندازہ کیجیے کہ کیسا مشکل کام خود بخود کس قدر آسان ہو گیا۔ عجیب زبردست صاحب تصرف تھے۔

◆ انھیں کا بیان ہے کہ میرے ۱۹۰۷ء میں صبح کو ۵، ۷ منٹ میں بہت سخت ورم گھٹنے سے ران کی جڑ تک پیدا ہو گیا۔ ڈاکٹر نے کہا: فوراً مکان پر جاؤ۔ مکان جا کر بیٹھا تو پھر اٹھا نہ گیا۔ اور یہ ورم تخمیناً ۵، ۶ انچ موٹا تھا،